سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوارالحق صاحب
ضبط وترتیب۔ حافظ محمد سلمان الحق انوار

عبادالرحمٰن کے اوصاف

تواضع نبوی کی ایک جھلک' خلفاء راشدین کی تواضع کا ایک نمونہ' سلف صالحین کے عجز وانکسار کے دلچسپ امثال

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم قال رسول اللہ ﷺ وما تواضع احد للہ الا رفعہ اللہ (مسلم)

گزشتہ جمعات میں بیان کی گئی حدیث کے آخری حصہ تواضع کی فضیلت اوراس پر مرتب ہونے والے درجات کا بیان ہے' حضور اکرم ﷺ تاجدار دو عالم اور سیدالکائنات ہونے کے باوجود تواضع اور فروتنی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی' لوگ دور دور سے ان کے مبارک نام وعظمت کا سن کر ملاقات کے لئے جب آتے تو ان کا تصور یہ ہوتا کہ حضور بھی دنیاوی ملوک وسلاطین اور امراء کی طرح خصوصی مسند پر امتیازی حالات میں دنیاوی ٹھاٹ باٹ سے جلوہ افروز ہوں گے۔ مگر جب آکر حضور ﷺ پر نظر پڑتی تو وہ انتہائی عاجزانہ اور فقیرانہ انداز میں انکساری سے ایک معمولی چٹائی پر تشریف فرما ہوتے تو آنے والوں کے بدن ہیبت سے کانپ اٹھتے۔

تواضع نبوی کی ایک مثال:

ایک گھڑی وہ بھی ان کی حیات طیبہ میں آپہنچی کہ پورے اسلام کے مرکز ومرجع خانہ کعبہ ادامھا اللہ عزاً وشرفاً کی فتح کے بعد فاتحانہ انداز میں داخل ہورہے ہیں' ہزاروں جان نثار صحابہ ساتھ ہیں۔ مکہ مکرمہ میں دخول کا تاریخی موقع ہے۔ یہ اتنا بڑا کارنامہ اور خوشی کا مقام کہ اس پر جتنی خوشی کی جاتی کم تھی' مگر قربان جایئے محبوب خداؐ پر کہ تواضع وانکساری و حد درجہ حیا کی وجہ سے چہرہ اقدس کو اونٹ کی کوہان پر رکھ دیا ہے اہل مکہ نے قیام ومیزبانی کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ جگہوں کا انتخاب کیا کہ اس میں قیام فرمالیں مگر آپؐ نے ازراہ تواضع ان پرعیش جگہوں میں رہنے کی بجائے فتح مکہ سے قبل اپنے رفقاء سمیت جہاں تین سال بے کسی و بے بسی کے عالم قید میں گزارے وہاں رہنے کو ترجیح دی' تاکہ ابتدائے زمانہ تنگی و عسرت یاد رہے کہیں تکبر وغرور کا تصور دل میں نہ آئے۔

ایاز قدرِ خود شناس:

ایاز محمود کے تعلق وواقعات کبھی کبھی آپ کو مختلف موضوعات کے سلسلہ میں سناتا رہتا ہوں کہ محمود غزنوی جیسے انسان شناس ولی اللہ بادشاہ نے جب ایاز کے اندر کے کمالات' تواضع وانکساری ودیگر خصوصیات کا اندازہ کر کے مخصوص مقام اور خلعت فاخرہ سے نوازا جس پر کبھی کبھی محمود غزنوی کے بعض مقربین بھی حسد کرنے لگ جاتے۔ محمود کی ایک غلام سے اتنی محبت اور قرب پر ان کو تعجب بھی ہوتا۔ بادشاہ نے حاسدین اور تعجب کرنے والوں کی تسلی وتشفی کے لئے سب کو لے کر اچانک ایاز کی آرامگاہ پر چھاپہ مارا۔ سب نے دیکھا کہ ایاز نے دربار کے برخاست ہونے کے بعد اپنے شاہی تاج اور قیمتی لباس کو اتارا ہوا ہے اور ٹاٹ کا بنا ہوا مزدوری والا سابقہ لباس پہن کر آئینہ کے سامنے کھڑے اپنے آپ کو مخاطب کے کہہ رہے ہیں "ایاز قدرِ خود را بشناس" یعنی ایاز کہیں وزرات وامارت اور شاہی لباس وتاج کے زعم میں اپنے اصل کو بھلا کر تواضع وانکساری کے دامن کو چھوڑ نہ دے' وزراء وایاز سے حسد کرنے والوں کو اندازہ ہوا کہ ایاز اپنے اس پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے اس مرتبہ ورتبہ کا اہل ہے جو اسے محمود نے دیا ہوا ہے۔

تواضع کی ترغیب حدیث نبوی میں:

حضرت عمرؓ نے سید الکائنات کے ایک ارشاد کے ذریعہ صفتِ تواضع کو اختیار کرنے کے سلسلہ میں ایک اہم حدیث ذکر فرمائی۔

عن عمر قال وهو على المنبر يا ايها الناس تواضعوا فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول من تواضع الله رفعه الله فهو في نفسه صغير و في اعين الناس عظيم و من تكبر وضعه الله فهو في اعين الناس صغير وفي نفسه كبير حتى لهو اهون عليهم من كلب او خنزير (رواه البيهقي)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا لوگو! تواضع و انکساری اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' فرمارہے تھے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی رضاوخوشنودی کے لئے لوگوں کے ساتھ فروتنی وتواضع اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ کو بلند کر دیتا ہے چنانچہ وہ اپنی نظر میں تو حقیر ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نظر میں بلند مرتبہ ہوتا ہے اور جو شخص لوگوں کے ساتھ تکبر وغرور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ کو گرا دیتا ہے۔ وہ لوگوں کی نظروں میں تو حقیر ہوتا ہے لیکن اپنی نظر میں خود کو بلند مرتبہ سمجھتا ہے' یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

وجہ یہ کہ متکبر اور مغرور آدمی اگر خود کو بڑا اور عزت دار سمجھتا ہے اور دوسروں کے سامنے بھی اپنے رعب ودبدبہ سے اپنے آپ کو باعزت اور بڑا پیش کرتا ہے' مگر درحقیقت وہ خدا کے نزدیک بھی ذلیل وکمینہ اور حقیر ہوتا ہے' اور لوگوں کی

نظروں میں بھی انتہائی کمزور بے وقعت ہوتا ہے اس کے برخلاف جو شخص تواضع وعاجزی اختیار کرتا ہے وہ اگر چہ اپنے آپ کو خود حقیر و معمولی سمجھتا ہے اور لوگوں کے سامنے بھی اپنے آپ کو بے وقعت وکمتر ظاہر کررہا ہے' مگر خدا کے نزدیک اس کا مرتبہ بے حد بلند ہوکر لوگوں کی نظروں میں بھی اس کی عزت ووقعت میں اضافہ ہوتا ہے۔

کبریائی خدا کا خاصہ ہے:

متکبر کو پستی اور ذلت کی طرف دھکیلنے اور متواضع کے درجات کو بڑھانے کی وجہ یہی ہے کہ تکبر اور بڑھائی اللہ کی خاصیت اور اسی کے ساتھ خاص ہے۔ارشاد باری ہے" وربک فکبر " اور اپنے رب ہی کی بڑائی بیان کیا کر۔دن رات میں نمازی کئی بار اللہ اکبر کا ورد کر کے اللہ کی کبریائی کا اعتراف کرتا ہے' خود ارشاد ہے"الکبریا روائی " کہ بزرگی اور بڑھائی میری چادر ہے جو اسے مجھ سے چھینا چاہتا ہے' اسے اوندھے منہ جہنم میں پھینک دوں گا۔شیطان نے غرور ونخوت میں آکر نافرمانی کے بعد کہا کہ اللہ قیامت تک مجھے زندہ رکھتا کہ آپ کی اطاعت گزار بندوں کو راہ راست سے بھٹکا سکوں۔اللہ کرم والا ہے' کافر وفاسق اور مسلمان کسی کی درخواست ودعا کو قبول کر لیتا ہے' اسے قیامت تک مہلت دی' اور اسی غرور وتکبر کی وجہ سے تاقیامت وہ ذلیل وخوار ہو کر اہل دین مرد وعورت بڑے چھوٹے اسے من الشیطن الرجیم اور دیگر کلمات کے ذریعہ لعن وطعن کا مورد ٹھہراتے ہیں۔

اس کے مقابلے میں آدم علیہ السلام کا مقام دیکھئے کہ غیر ارادی کوتاہی کی صورت میں سرزنش ہونے پر فوراً تواضع کا اظہار فرما کر ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین کے ذریعہ اللہ کی درگاہ میں سر تسلیم خم کر کے ابوالبشر اور کئی بہترین القابات وانعامات سے نوازے جاتے ہیں اور تاقیامت ہر مسلمان حضرت آدم کا نام لیتے یا سنتے ہی علیہ السلام کی مبارک دعوات سے احتراماً سر کو جھکا دیتا ہے۔

تواضع نبوی کی ایک جھلک:

اور پھر اپنے محبوب کبریا ﷺ کے تواضع وانکساری کے واقعات اور حالات سے تو ان کی سیرت مطہرہ بھری پڑی ہے' احادیث کا مطالعہ کرنے والوں کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں کہ یا اللہ ایک ایسی شخصیت جس کی بعثت کی خاطر پوری کائنات کو تخلیق کیا گیا اس دور کے بڑے بڑے فرعون وقارون کے وارث بھی اس کے نام سے کانپتے تھے اور حیوانات کے خطرناک ترین جانور بھی اس کے فرمانبردار ہوجاتے اور وہ خود تواضع وانکساری کے کس مقام پر فائز تھے' کہ راستے پر چلتے ہوئے انتہائی تواضع سے جھک کر چلتے تھے۔باوجود بے شمار فتوحات واموال وغنائم کے کپڑوں میں پیوند لگا کر استعمال کرتے' کبھی دووقت پیٹ بھر کر کھانا بھی میسر نہ آیا' راہ میں چلتے ہوئے اپنے دوساتھیوں سے بھی آگے ہو کر نہ چلے' مجلس میں آکر سب سے آخر میں اگر بیٹھنے کی جگہ میسر آتی وہیں تشریف فرما ہوئے۔

حضرت عائشہؓ کے ارشاد کے مطابق بعد از خدا بزرگ تجھے ذاتِ اقدسؐ کے سونے اور آرام کرنے کا بستر

چمڑے کا جو کہ کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا۔ زوجہ مطہرہ حضرت حفصہؓ سے کسی نے آپ کے گھر حضورؐ کے بستر کا پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضور کا بستر ہ کیسا تھا' انہوں نے کہا' ایک ٹاٹ تھا' جس کو دوہرا کر کے ہم آنحضرتؐ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال آیا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا میں نے دوہرے کا دوہرا کر کے بچھا دیا۔ آپؐ نے صبح کو دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی میں نے عرض کیا وہی روزمرہ کا بستر ہ تھا ذرا اور بھی ڈبل کر دیا تا کہ زیادہ نرم ہو جائے حضورؐ نے فرمایا کہ اسکو پہلے ہی حال پر رہنے دیا جائے اسکی نرمی مجھے تہجد سے مانع ہوئی۔

محسن انسانیت لکڑیاں اکٹھی کرتے ہیں:

اس عظیم المرتبت محسن انسانیت ﷺ کے تواضع وانکساری کے واقعات ایک دو نہیں ہزاروں سے زیادہ ہیں جن کا ذکر کئی خطبات میں بھی ممکن نہیں۔ تاہم بطور نمونہ چند ذکر کر دیئے ان کی تواضع کا تعلق صرف اپنی ذات اقدس تک محدود نہیں بلکہ سفر وحضر میں بھی اپنے ساتھیوں پر کبھی بھی اپنے برتر ہونے کا اظہار نہیں فرمایا حتیٰ کہ ایک سفر میں چند صحابہؓ نے ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کا کام تقسیم فرمالیا ایک نے اپنے ذمہ ذبح کرنا لیا' دوسرے نے کھال اتارنا۔ تیسرے نے پکانا۔ ازراہ احترام وعقیدت حضورؐ کو کام سے مستثنیٰ کر دیا۔ آپؐ نے خود فرمایا کہ پکانے کیلئے لکڑی اکٹھی کرنا میرے ذمہ ہے' صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ یہ کام ہم خود کر لینگے' سرور کونینؐ نے فرمایا یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ خوشی سے کر لو گے لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مجمع اور ساتھیوں میں مَیں ممتاز ہوں اور اللہ جل جلالہٗ بھی اسکو پسند نہیں فرماتے۔

اب ہم اپنے آپ اور اپنے اردگرد مسلمانی کا دعویٰ کرنے والوں کی حالت پر اگر غور کریں تو اندازہ ہوگا کہ وہ مرشد اعظمؐ جس کے بارے میں ارشاد حق ہے کہ لقد کان لکم فی رسول الله اسوہ حسنه ہم صرف اس وصف تواضع میں کسی حد تک اس کا اتباع کر رہے ہیں۔ اگر کسی مسلمان کے پاس فقر وفاقہ اور غربت کے بعد معمولی سی دولت بھی ہاتھ آئے یا اس دنیائے فانی کے اقتدار کا حقیر بے عہدہ بھی مل جائے تو اپنے سے کمتر کو انسان کی نظر سے دیکھنے کے بھی روادار نہیں ہوتے۔ اور اپنے گزشتہ حالات کو بھول کر تکبر وغرور کی وہ صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ فرعون وقارون کی رعونت بھی ہمارے سامنے ماند پڑ جاتی ہے۔

سرکار دو عالم صلعم نے نہ صرف خود منکسر المزاجی کے اعلیٰ ترین نمونے پیش کئے بلکہ حضورؐ کے بعد روئے زمین پر مقدس ترین مخلوق یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کی بھی ایسی تربیت فرمائی کہ اپنے محبوب رہنما کے تمام اوصاف کو اپنانے کے ساتھ ساتھ ہر ایک تواضع وانکساری کے بھی ارفع واعلیٰ مقام پر فائز ہوا۔

خلافت کے بعد حضرت ابوبکرؓ کا سب سے پہلا اعلان:

آنحضرتؐ کے بعد بہتر وافضل مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہے' حضورؐ کا دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد جب

تمام صحابہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دست مبارک پر بیعت کر لی تو آپ نے از راہ تواضع منبر پر بیٹھ کر فرمایا اے لوگو مجھے تمہارا امیر بنایا گیا ہے' میں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں اچھے کام کروں تو تم میری امداد کرنا اور اگر میں کوئی غلطی کروں تو تم میری اصلاح کر دینا۔ لوگو جب تک میں اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کروں تم لوگ میری اطاعت کرنا اور اگر میں اللہ و رسولؐ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے لگوں تو ہرگز میری اطاعت نہ کرنا۔

وہ ابوبکرؓ جن کے بارے میں خود حضورؐ کا فرمان ہے کہ:

لو كنت متخذا خليلاً لاتخذت ابابكر خليلاً ولكنّه' اخي وصاحبي وقد اتخذ الله صاحبكم خليلاً (رواہ مسلم)

''یعنی اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر ہی کو دوست بناتا تاہم ابوبکرؓ میرے بھائی اور میرے رفیق و ساتھی ہے' اور حقیقت یہ ہے کہ تمہارے صاحب کو (یعنی مجھ کو) اللہ نے اپنا دوست بنا لیا ہے۔''

ابوبکر کے مقامِ امامت کے بارے میں فرمان نبویؐ کو سنئے:

عن عائشةؓ قالت قال رسول الله ﷺ لاينبغي لقوم فيها ابوبكر أن يومهم غيره (رواہ ترمذی) ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس قوم و جماعت میں ابوبکر موجود ہوں ان کیلئے موزوں نہیں ہے کہ اس کی امامت ابوبکرؓ کے علاوہ کوئی اور شخص کرے۔''

حضورؐ کی نظروں میں اپنے یارِ غار کے مقام و مرتبہ کو دیکھئے جس کے باوجود عجز و انکساری کا یہ حال ہے کہ صحابہؓ کے سامنے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں ''میں تم سے بہتر نہیں ہوں''۔

خلافت کے بعد حضرت عمرؓ کا پہلا خطاب:

امیر المومنین حضرت عمرؓ کی شان جلالت' ملاحظہ فرمادیں کہ سرکار دو عالم صلعم کا ارشاد ہے کہ اگر میرے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری رہتا تو میرے بعد حضرت عمرؓ ہی نبوت کی خلعت سے سرفراز ہوتے یہی نہیں بلکہ عمر فاروق کا مقام و مرتبہ بے شمار احادیث میں انتہائی عز و افتخار کے ساتھ خود حضورؐ نے بھی بیان فرمایا ہے اور تواضع کی حالت یہ ہے کہ خلیفہ ہوتے ہی عام اجازت دی کہ میری جو بات قابل اعتراض ہو سرِ بازار مجھے ٹوک دیا جائے۔ آپ کی طرف سے اعلان عام کیا گیا احب الناس الی من رفع عیوبی یعنی سب سے زیادہ میں اس شخص کو پسند کروں گا جو میرے عیبوں پر مجھے اطلاع دے۔ خلیفہ بننے کے بعد منبر پر چڑھنے لگے تو منبر کے اس زینہ پر بیٹھے جس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ پاؤں رکھتے تھے لوگوں نے نیچے بیٹھنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا میرے لئے یہی کافی ہے کہ مجھے اس مقام پر جگہ مل جائے جہاں صدیق کے پاؤں رہے ہوں' ابتدائے خلافت میں لوگوں نے آپ کو خلیفہ رسول اللہ کہنا چاہا تو فرمایا میں اس قابل نہیں ہوں اور اپنے لئے امیر المومنین کا لفظ انتخاب فرمایا۔ حاجت مندوں کے لئے وہ حضرت عمر جن کا رعب و دبدبہ سن کر بڑے بڑے حکمران لرزہ

براندام ہوتے' بیت المال سے خود غلّے کی بوریاں کندھے پر اٹھا کر ان کے گھروں تک پہنچاتے۔ ملازمین نے ادب احترام کا لحاظ کرتے ہوئے بوجھ اٹھانے کی پیشکش کی تو فرمایا کہ اپنی ذمہ داری کے لئے روزِ قیامت مجھے ہی جوابدہ ہونا ہے نہ کہ آپ کو۔

جب بیت المقدس کی فتح کی غرض سے روانہ ہوئے:

بیت المقدس کو فتح کرنے جارہے ہیں' کپڑے پھٹے پرانے پہنے ہیں' سواری ایک ہے ساتھ غلام بھی ہے' اونٹنی پر باری باری سواری کرر ہے ہیں' ایک مقررہ مقدار تک عمرؓ سوار ہوتے ہیں پھر غلام کے سوار ہونے کی باری آتی ہے' بیت المقدس کے باسی جو زیادہ تر یہود ونصاریٰ تھے مغلوب ومفتوح ہو کر مسلمانوں کے سپہ سالار ابوعبیدہ ابن الجراح کی قیادت میں استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلے ہوئے ہیں سونے چاندی کے جڑے ہوئے زرق وبرق لباس پہنے ہوئے ہیں' جب استقبال کرنے والوں کے پاس پہنچنے کا وقت آیا اس وقت سواری پر سوار ہونے کی باری غلام کی تھی' غلام اونٹ پر براجمان ہیں اور حضرت عمر اونٹنی کی مہار پکڑ کر استقبال کنندگان کی طرف بڑھ رہے ہیں بیت المقدس کے فاتح جرنیل ابوعبیدہ نے بڑھ کر بوسیدہ اور میلے کپڑوں کے بدلے نئے کپڑے پیش کر کے پہننے کی درخواست کی اپنے دور ہی کے حاکموں اور ارباب اقتدار ہی کو لیجئے کہ فتح تو کیا کہ لہو ولعب کرکٹ وہاکی جیسے کھیل میں کامیابی کے بعد پوری دنیا کو سر پر اٹھا کر شان وشوکت دکھانے کے لئے ہر قسم کے خرافات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ حضورؐ کے ایسے موقعوں پر کردار کا خیال اور نہ اسلامی اخلاق و شعائر کے پاسداری کی کوئی رعایت۔ اور پھر مجالس میں نکلنے اور ملنے کا انداز بھی ایسا متکبرانہ کہ اپنی اصلیت ہی کو بھول جاتے ہیں' بلکہ ملاقاتیوں کو ملنے کے لئے کئی کئی گھنٹے گرمی وسردی میں صرف اس لئے انتظار کرنا پڑتا ہے کہ ہمارا معمولی صاحبِ اختیار شخص بھی اپنے زیب وزینت اور ظاہری شکل وصورت کے ڈیل ڈول اور فیشن کی اصلاح میں ہمہ وقت ایسا مصروف رہتا ہے۔ کہ اپنے ملنے والوں کو اپنے مصنوعی تکبر درعب سے مرعوب کرنے کے لئے ہر غیر انسانی وغیر اسلامی حرکت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہے۔

اپنے اکابر اور بزرگوں کی تاریخ وحالات پر نظر دوڑائیں کہ انہوں نے اپنے پیارے نبی ﷺ اور ان کے فدائی صحابہؓ کی ایک ایک سنت پر کیسے عمل کیا۔

حضرت قاسم نانوتویؒ کی تواضع:

دارالعلوم دیوبند جس سے علم وعرفان کی شعاعیں دنیا کے چپے چپے میں پھوٹ رہی ہیں کے بانی اور برصغیر کے مایہ ناز عالم دین مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ازراہ تواضع فرمایا کرتے تھے کہ واللہ العظیم محمد قاسم اور دیوار میں کوئی فرق نہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ:

آپ اور ہم سب کے محسن ومربی حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہٗ اکثر خطبوں اور وعظوں میں اپنے اکابر اور

شیوخ کی تواضع کے وہ واقعات بیان کرتے رہتے تھے جن کی نظیر دنیا کے بڑے بڑے خودساختہ سکالروں، محققوں اور مصلحوں کے احوال زندگی میں آپ کو کبھی نہیں ملے گی۔

اس منبر و محراب سے قریباً چالیس سال سے زیادہ عرصہ قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند کرنے والے والدو مرشدی برد اللہ مضجعہ کے سیرت و کردار سے آپ خوب واقف ہیں کہ عاجزی و انکساری ان کی طبیعت کا لازمی جز بن چکی تھی کہ اگر کسی مجلس میں ان سے کوئی شرعی مسئلہ کا پوچھتے تو مجلس میں موجود معمولی طالب علم کی طرف دیکھ کر پوچھتے کہ آپ کے خیال میں اس پوچھے گئے سوال کا حل کیا ہے خود عالم و فاضل ہو کر بھی اوروں پر اپنے علم کا رعب جمانے کے لئے اپنے علم کا اظہار نہ کرتے۔

اکثر و بیشتر معتقدین کی درخواست دعا پر ازراہ عجز و تواضع فرماتے کہ اللہ کا کرم ہے کہ دعا میں یہ شرط نہ لگائی کہ گنہگار دعا مانگنے کا حقدار نہیں، ورنہ مجھ جیسے گناہ گار کے لئے دعا کا مانگنا ناممکن ہوتا۔ اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیتے۔ چھوٹے سے چھوٹے ملنے والے مہمان کے لئے باوجود بے حد نقاہت اور ضعف کے اپنے مسند سے اٹھتے اگر خود کھڑے ہونے کی ہمت نہ ہوتی اور ساتھ بیٹھے ہوئے خدام کو اٹھوانے کی فرمائش کرتے اور صرف اس پر اکتفا نہ کرتے بلکہ ہر مہمان کی رخصتی کے وقت کوشش کرتے کہ گھر یا دارالعلوم کی آخری حد تک خود الوداع کہنے چلے۔ امیر و غریب اور بڑے چھوٹے کی تمیز سے بے نیاز ہو کر مسجد کے نمازیوں یا محلّہ و گاؤں کے کسی کے مریض ہونے کا معلوم ہوتا تو فوراً اس کی بیمار پرسی کے لئے پہنچ جاتے۔ چھوٹے بچے تک کے جنازہ میں جب تک خود شرکت نہ کرتے سکون حاصل نہ ہوتا۔

یہی وہ پیغمبری صفات پر کاربند رہنے کا نتیجہ تھا کہ رحیم و کریم ذات نے من تواضع للہ رفعہ اللہ کے بموجب صحابہ کرام، صلحائے امت، ہمارے اسلاف و اکابر بزرگوں کو فرش سے عرش پر پہنچا دیا۔ وجہ یہ کہ ان کا عقیدہ تھا کہ دیندار و شریف آدمی جس قدر مراتب عالیہ پاتا ہے، اسی رفتار سے اس میں عجز و انکساری اور تواضع کی شان زیادہ پیدا ہوتی ہے اور رذیل شخص جس قدر بڑے رتبہ پر پہنچتا ہے یا دولت حاصل کرتا ہے اتنا ہی اس کی خساست، کمینگی اور رذلت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس کی بناء پر دنیا میں بھی لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ اور اللہ کے وصف کبریا اور بڑائی میں اس کے ساتھ برابری کا اظہار کر کے اپنی آخرت کو بھی خراب کر دیتا ہے۔ مختلف مواعظ میں آپ حضرات کو قرآنی آیات کی روشنی میں فرعون و قارون اور ہامان کی دنیوی امارت و سرداری اور دولتمندی کے واقعات اور وقتی اور عارضی جاہ و جلال پر ان کے تکبر و سرکشی کے بعد دنیوی و اخروی ذلت و تباہی کے حالات بیان کر چکا ہوں۔

اللہ جل جلالہ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ امین